علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶۹

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

مسلمانوں میں شجاعت کی وجہ، حیات کیا ہے ؟

روح و جسم کا تعلق، نیند اور موت میں فرق

دراصل اِسلامی تعلیمات اتنی حقیقی، معقول، تسلی بخش، صحیح اور مشاہدات پر مبنی ہیں کہ جن کے بعد انسان کو سکونِ قلبی حاصل ہونا لازمی نتیجہ ہوتا ہے اسی سکون قلبی سے شجاعت و بہادری کا تعلق ہے یہ سکون کی دولت اسلام و ایمان بخشتا ہے۔

ذیل میں ہم وہ نظریۂ موت و حیات پیش کرتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے مقتبس ہے جس کے باعث مسلمان ''مابعد الموت'' کے تمام احوال ایسے محسوس کرتا ہے جیسے مشاہدہ ہوں

نیند، موت اور حیات کیا چیز ہیں ؟

قرآنِ کریم میں اِرشاد ہے : ﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (سُورة الزمر : ۴۲)

''اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو اُن کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے اُن کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدۂ مقرر تک، اس بات میں پتے ہیں اُن لوگوں کو جو دھیان کریں۔''

اس آیت شریفہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند میں بدن سے رُوح نکال لیتے ہیں اگر دوبارہ زندہ کرنا نہیں ہوتا تو رُوح کو اپنے پاس روک لیتے ہیں ورنہ انسان بیدار ہو جاتا ہے، تو گویا نیند موت کی ایک مثال ہے۔

اب ''نیند'' کی حقیقت یوں سمجھئے کہ انسان دو چیزوں ''روح اور جسم'' سے مرکب ہے، رُوح کے رہنے کی جگہ ''عالمِ بالا'' ہے کیونکہ وہ لطیف چیز ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ہر لطیف چیز جیسے دھواں بھاپ وغیرہ اُوپر کو جاتے ہیں اِسی طرح رُوح بھی اُوپر جانا چاہتی ہے اور ''جسم انسانی'' خاکی چیز ہے اور اس کا مقام زمین کی طرف (عالمِ اسفل) ہے یہ نیچے کو جھکنا چاہتا ہے جیسے ساری وزنی چیزیں مثلاً پانی پتھر مٹی وغیرہ اگر اُوپر پھینکیں تو وہ نیچے کو واپس آجاتے ہیں اسی طرح جسم انسانی بھی کثیف اور مادّی ہے وہ بھی نیچے ہی زمین سے لگا رہنا چاہتا ہے چنانچہ جب آپ اُوپر کو ہاتھ کھڑا کریں تو زیادہ دیر کھڑا نہیں رکھ سکیں گے جلد تھک جائے گا اور نیچے لانا پڑے گا اور اگر خود کھڑے رہیں گے تو جلد تھک جائیں گے اور بیٹھنے پر مجبور ہو جائیں گے کیونکہ جسم زمین کی طرف جھکنا اور اُس سے ملا رہنا چاہتا ہے پھر بیٹھے بیٹھے بھی تھک جائیں گے تو لیٹنا پڑے گا لیٹنے پر بہت کافی حد تک آرام آجائے گا کیونکہ تمام جسم اپنا بوجھ چھوڑ دیتا ہے اور رُوح کی مدد سے زمینی کشش کے خلاف جو جبراً کام لیا جا رہا تھا وہ ایک حد تک ختم ہو جاتا ہے لیکن اس کے بعد بھی جسم پوری طرح آرام نہیں محسوس کرتا کیونکہ اب بھی اُسے کوئی چیز اُٹھائے ہوئے ہے یہ وہی رُوح ہے تو اللہ تعالیٰ مزید آرام پہنچانے کے لیے اُسے بدن سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کا ایسا تعلق بدن سے رہ جاتا ہے کہ جب ضرورت ہو وہ فوراً لوٹ آئے اِسی حالت کا نام ''نیند'' ہے۔

نیند میں جاننے پہنچاننے کی صلاحیت جسے ''ادراک'' کہتے ہیں کافی حد تک ختم ہو جاتی ہے اور بالکل ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ جیسے بجلی کے دو تار نیگیٹو اور پازیٹو[1] جب آپس میں ملتے ہیں تو بلب

---

[1] منفی اور مثبت

جگمگا اُٹھتا ہے ورنہ تاروں میں بجلی [1] تو رہتی ہے روشنی نہیں رہتی اسی طرح جب جاگتا ہے تو گویا رُوح اور جسم کے دونوں تار مل جاتے ہیں اور نیند کی حالت میں جدا ہو جاتے ہیں لہٰذا گو حیات رہتی ہے مگر روشنی یعنی ادراک نہیں رہتا۔

اور اگر بدن میں لوٹ کر آنے کی جگہ مثلاً دل وغیرہ کو بالکل معطل کر دیا جائے تو وہ اس طرح لوٹ کر نہیں آسکتی کہ آدمی بیٹھ سکے اور حرکت کر سکے اس حالت کا نام ''موت'' ہے۔

ایک دوسرا فرق نیند اور موت میں یہ ہے کہ نیند میں رُوح کو بدن سے جدا تو کیا جاتا ہے مگر ''عالمِ غیب'' نہیں دکھایا جاتا صرف ''عالمِ مثال'' دکھایا جاتا ہے جسے ''خواب'' کہتے ہیں اور موت کے بعد عالمِ غیب بھی دکھایا جاتا ہے، اگر نیند میں عالمِ غیب نظر آجایا کرتا تو دُنیا میں کوئی کافر ہی نہ رہتا سب اُس عالم کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے ہوتے۔

بہرحال انسان جب تک زندہ رہتا ہے اُسے زمین کی کشش اسی طرح تھکاتی رہتی ہے حتی کہ ایک دن وہ آجاتا ہے کہ جسمِ خاکی ''خاک'' میں اور رُوح ''عالمِ بالا'' میں چلی جائے۔

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ ''رُوح'' کیا چیز ہے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ خاص سے ایک نہایت قوی اور لطیف پیدا کردہ چیز ہے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے ارشاد فرمایا ہے ﴿ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهُ سَاجِدِيْنَ ﴾ یعنی ''جب میں حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی خاص پیدا کردہ رُوح میں سے ڈال دوں تو تم سجدہ کرنا'' معلوم ہوا کہ رُوح کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے خاص نسبت حاصل ہے اِس لیے اسے ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی نعمت بھی عطا ہوئی، یہ بات جس طرح اسلام نے کھول کر بتائی ہے کسی مذہب میں موجود نہیں ہے البتہ اس کا خاکہ یعنی رُوح کا دائمی ہونا یہودی عیسائی اور ہندو وغیرہ بھی مانتے ہیں۔

---

[1] یعنی ''ارتھ'' جو بجلی کی ہی قسم ہے۔

یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اللہ کی خاص ''تجلی'' کو تھا جیسے ''قبلہ'' کی طرف سجدہ کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہاں اللہ کی خاص تجلیات ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام پر وہ تجلی وقتی تھی اس لیے ایک دفعہ سجدہ کا حکم دیا گیا اور کعبة اللہ کے مقام پر قیامت تک تجلی رہے گی اس لیے یہ حکمِ سجدہ قیامت تک جاری رہے گا۔[۱]

عقیدۂ مَعاد :

اسلام کا اہم عقیدہ یہ ہے کہ دوبارہ ضرور اُٹھایا جائے گا یہی عقیدہ تورات و انجیل میں بھی آیا ہے دوسرے مذاہب میں اس عقیدے کے نشانات دھندلے ہوگئے ہیں یا مٹ ہی گئے ہیں قرآنِ کریم میں سولہویں پارہ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ

''قیامت ضرور آئے گی تاکہ ہر ایک کو جو اُس نے اس دُنیا میں کیا ہے اُس کا بدلہ دیا جائے'' [۲]

بات یہ ہے کہ اگر ظالم اور مظلوم کو اِسی طرح چھوڑ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا ظہور کہاں ہوا ! حالانکہ اللہ تعالیٰ عادل ہیں ان کی صفت عدل کا تقاضا ہے کہ مظلوم کا حق ضرور ملے۔ اور بسا اوقات یہی ہوتا ہے کہ دُنیا میں مظلوم کا حق نہیں ملتا جس عالم میں یہ انصاف کیا جائے گا وہ ہی عالمِ آخرت ہے اُسی کا نام ﴿یَوْمُ الدِّیْن﴾ یعنی جزاء کا دن ہے [۳] ہمارے اور تمام مخلوقات کے جسم اس دن دوبارہ اُٹھائے جائیں گے ! جسم کے اجزاء کا تعلق رُوح کے ساتھ ایسا ہے کہ چاہے اُنہیں جلا دیا جائے پھر بھی رُوح سے اتنا تعلق ضرور رہتا ہے کہ وہ اپنے اجزاء کو دوبارہ جمع کر لے ! ایٹم کی تھیوری بھی یہ بتلاتی ہے کہ ذرّات میں شعور ہے اور قرآنِ کریم میں بھی اِرشاد ہے کہ

---

[۱] کعبہ کے در و دیوار حقیقی سجدہ گاہ نہیں ہیں بلکہ علامتِ سجدہ گاہ ہیں لہٰذا اس خاص مقام پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات حقیقی سجدہ گاہ ہوئیں۔

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلہ کو بھی اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

محمود میاں غفرلہٗ

[۲] ﴿ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی ﴾(سورہ طٰہٰ : ۱۵) [۳] بدلہ کا دن

''ہر چیز (اللہ کو پہچانتی ہے اور) اُس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے۔'' ١

نیز سائنس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ریڈیائی لہروں کے ذریعہ دُور دراز لاکھوں میل کے فاصلہ سے بھی چیزوں پر کنٹرول ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح روح کا کنٹرول ہے ہر رُوح اپنے بدن کے اُن اجزاء پر کنٹرول ہمیشہ رکھے گی جن پر اُسے قیامت میں اُٹھنا ہے وہ اجزاء چاہے اُڑ گئے ہوں یا جل گئے ہوں، رُوح کا یہ تصرف وکنٹرول ریڈیائی لہروں سے بھی زیادہ قوی اور لطیف ہوتا ہے اور جسم کے ذرّوں میں اپنی رُوح کے کنٹرول کو ماننے اور اسے پہچاننے کی صلاحیت موجود ہے پس یہ صلاحیت قیامت کے دن ظاہر ہوگی اسے ہی قرآن پاک میں جابجا فرمایا گیا ہے

''خستہ ہڈیوں میں وہی ذات جان ڈال دے گی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا '' ٢

سورۂ قٓ میں ہے کہ ''ہم یہ جانتے ہیں کہ زمین اِن کے جسم سے کتنا گھٹاتی ہے۔'' ٣

اس کے قریب ہی مضمون سورۂ والصفات میں ہے اور جابجا اِس کے ہم معنی آیتیں ملتی ہیں مثلاً قبروں سے نکالا جانا وغیرہ یہ الفاظ قرآنِ کریم میں بہت جگہ ہیں۔

غرض اِسلام کا عقیدہ، موت اور مابعد الموت کے لیے نہایت واضح اور غیر مبہم ہے ''مابعد الموت'' میں قبر اور عالمِ برزخ کے حالات بھی آتے ہیں اور حشر ونشر کے حالات بھی، یہی نہیں کہ صرف عقیدہ بتلایا دیا گیا ہو اور اس عقیدہ کے نتائج دیکھنے میں نہ آئے ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات آنکھوں سے دکھا دیے جن سے صاف نظر آجائے کہ اس عقیدہ والوں کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہے اور جو کچھ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے چنانچہ کہیں کہیں مثال کے لیے اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے جسم زمین میں بھی محفوظ فرما دیے، اولیائے کرام میں خاص خاص بندوں کے جسم اور شہداء میں خاص ایسے

---

١ ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ﴾ (سُورۃ الاسراء : ۴۴)

٢ ﴿ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ (سُورۂ یٰسین : ۷۹)

٣ ﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ﴾ (سُورہ قٓ : ۴)

لوگوں کے جسم کہ جو اللہ کی محبت اور اُس کے ذکر میں فنا ہوں نیز جنہوں نے قرآن و حدیث کی خدمت بہت کی ہوائُن میں سے کسی کسی کے جسم بھی سالم نکلتے ہیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم سالم رکھے ہیں لیکن جو آدمی ذکر اللہ کے ساتھ اُن کی بہت زیادہ پیروی کرے جسے ''اتباعِ سنت'' کہا جاتا ہے اُسے بھی انبیائے کرام کے طفیل یہ کرامت مل جاتی ہے جیسے اُحد کے شہداءِ کرام کے جسم سالم نکلے حدیث شریف میں ہے حضرت جابرؓ اپنے والد حضرت عبداللہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہیں اور ان کے ساتھ ایک صحابی کو ایک قبر میں دفن کیا گیا تھا وہ کہتے ہیں کہ میرا جی چاہتا تھا کہ والد صاحب کو الگ قبر میں دفن کر دوں لہٰذا چھ ماہ کے بعد میں نے اُنہیں دُوسری قبر میں دفن کرنے کے لیے نکالا تو اُنہیں اسی طرح سلامت پایا سوائے کان کے کچھ حصہ کے دوسری روایت میں ہے کہ سوائے چند بالوں کے جو اُن کی داڑھی میں تھے اور زمین سے متصل تھے (جو زمین سے ملے رہنے کی وجہ سے متاثر ہوئے تھے)۔ [1]

اس کے بعد ایک مرتبہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی جگہ اہلِ مدینہ کے لیے نہر کھدوائی تو اُس وقت بھی ان حضرات کو وہاں سے قدرے ہٹایا گیا تھا اور جگہ بدل کر دفن کیا گیا تھا، یہ واقعہ ان حضرات کی شہادت سے چالیس سال بعد ہوا۔

روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ ''ہمیں اپنے اپنے شہدا کے ہٹانے کے بارے میں اطلاع دی گئی ہم نے اُنہیں نکالا تو اُن کے بدن ایسے نرم تھے کہ ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے، یہ واقعہ چالیسویں سال ہوا اور ایک پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگا تو اُس میں سے خون نکلنے لگا۔'' [2]
بیہقیؒ نے اس روایت کو کئی طرح دلائلِ نبوت میں دیا ہے۔

ان حضرات کا تیسرا واقعہ اِمام مالکؒ کی کتاب موطاء میں ہے کہ ''حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ دونوں کی قبریں سیل (پانی کی رو) کی وجہ سے کھل گئیں (اور قبریں مٹی بہنے کی وجہ سے

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۰ [2] شرح موطا، اوجزاء المسالک ج ۴ ص ۱۱۰ بحوالہ بیہقی ابن سعد اور ابونعیم

مل جایا کرتی ہیں تو دونوں مل بھی گئیں) تو پوری طرح کھودی گئی تا کہ اُنہیں اس جگہ سے دُوسری جگہ دفن کر دیا جائے تو ان دونوں حضرات کو ایسے پایا کہ جیسے وہ کل ہی شہید ہوئے ہیں۔ اور ایک صاحب (حضرت عبداللہؓ) جب زخمی ہوئے تھے تو اُنہوں نے اپنا ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا اور اسی طرح وہ دفن کر دیے گئے تھے ان کا ہاتھ اُن کے زخم سے ہٹایا گیا پھر جب چھوڑا گیا تو جیسے پہلے تھا ویسے ہی پھر ہو گیا۔'' [1] نیز شرح موطاء ص ۱۰۹ میں ہے کہ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو اس میں سے خون نکلا اسے اسی جگہ لوٹا دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ یہ واقعہ ان کے دفن سے چھتیس سال بعد کا ہے۔

آپ نے ان حضرات کا حال پڑھا اسی طرح صحابہ کرامؓ میں بعض اور صحابہ کے بھی حالات ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ مجھے میری اس قبر سے ہٹا دو کیونکہ مجھے پانی سے تکلیف پہنچ رہی ہے، تین رات وہ اسی طرح دیکھتا رہا یہ شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آیا اور وہ بصرہ کے نائب امیر تھے (ان کے فتوے کے بعد) لوگوں نے ان کی نئی قبر بنانے کے لیے بصرہ میں دس ہزار درہم میں ایک مکان خریدا اور وہاں منتقل کرنے کے لیے جب قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ ان کے جسم مبارک پر پانی کے اثر سے سبزی (کائی) جم گئی تھی اُن کا جسم مبارک اسی طرح تھا جیسے انہیں دفن کیا گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۷)

حضرت سیدنا حذیفہ اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہم کا واقعہ بھی جو عراق میں دجلہ کے کنارے مدفون ہیں اسی طرح کا ہے یہ واقعہ ۱۱/ دسمبر ۱۹۴۴ء کو لکھنو کے مشہور رسالہ ''صدق'' میں چھپا ہے عینی گواہ سید لطافت حسین ہیں وہ لکھتے ہیں :

> ''دریائے دجلہ کے کنارے سیّدنا حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں، دریا زمین کو کاٹتا ہوا اِن مزارات کی بالکل جڑ تک پہنچ گیا اور یہ خیال تھا کہ چند روز میں یہ مزاراتِ مقدسہ دریا برد ہو جائیں گے

---

[1] آخر کتاب الجہاد و موطاء امام مالک ص ۱۷۷

اس واسطے حکومتِ عراق نے تجویز کیا کہ ان حضرات کی نعش مبارک قبور کھود کر حضرت سلمانِ فارسیؓ کے احاطہ میں دفن کردی جائیں، مجھ کو ذرا دیر سے خبر ملی لیکن الحمدللہ ان اصحابِ کبار کے جنازوں میں شرکت اور کندھا دینے کا موقع اچھی طرح سے مل گیا تقریبًا آٹھ دس ہزار آدمی جمع ہوگئے میں اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں ہوں، کہاں میں سیہ کار اور کہاں یہ اصحابِ کبار رسول اللہ ﷺ کے جنازوں کی شرکت، جو سماں اُس وقت تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے، الخ۔''

اللہ تعالیٰ کسی کو کسی طرح کا اور کسی کو کسی طرح اعزاز عطا فرماتا ہے مگر یہ ملتے اُسی کو ہیں جو خلوصِ قلب سے اللہ کا ہو رہے اور اُس کے دل میں اللہ کی یاد بس جائے، رسول اللہ ﷺ سے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا گیا : ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ [1] ''آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔''

بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی صحبتِ مبارکہ کے طفیل اسلام اور اللہ و رسول ﷺ کی محبت اس درجہ راسخ ہوجاتی تھی کہ اُن کے دل میں ماسویٰ [2] کی طلب نہ رہتی تھی اور ایسا ہی معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اُن خاص بندوں کے ساتھ ہوا۔ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے ﴿فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ﴾ [3] ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' مطلب یہ ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کروں گا اور اپنی رحمت متوجہ کروں گا ورنہ یوں تو اللہ تعالیٰ کو ہر بندہ ہر وقت یاد ہے نیز اِرشاد ہے ﴿ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ﴾ [4] ''اے پیغمبر ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے تو تم میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالیں گے۔''

---

[1] سُورۃ الانعام : ۱۶۲ [2] یعنی اللہ کی مرضی کے سوا [3] سُورۃ البقرۃ : ۱۵۲ [4] سُورہ ال عمران : ۳۱

بہر حال یہ وہ عقائد حقہ ہیں کہ جن کے ثمرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جن کی وجہ سے ایک مسلمان موت سے نہیں ڈرتا بلکہ اُسے اسلام کے لیے مرنا عزیز ہوتا ہے اور وہ ایسی موت کی تمنا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی معرفت، رضاءِ کاملہ اور حسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے اور آخرت میں اپنے حبیب ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۹؍نومبر ۱۹۶۵ء)

وفیات

۲۶؍ اکتوبر کو حافظ مجاہد صاحب کے بڑے بھائی اور محترم ریحان علی صاحب کے خسر چوہدری جاوید صاحب طویل علالت کے بعد کراچی میں وفات پا گئے۔

۲۷؍ اکتوبر کو الحاج محمد علی صاحب شمسی، بوٹسوانا کے بھائی اور جناب عبدالصمد صاحب شمسی کے چچا الحاج محمد عثمان صاحب شمسی طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔